روزنامہ
الفضل
CPL 61
PH: 0092 4524 213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
منگل 29- مئی 2001ء 5 ربیع الاول 1422 ہجری- 29 ہجرت 1380 ہش جلد 51-86 نمبر 118

رحمت اور خوش بختی

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا-

رحمت صرف بدبخت سے چھینی جاتی ہے

(جامع ترمذی کتاب البر والصله باب فی رحمة الناس حديث نمبر 1845)

آیات قرآنی اور ارشادات حضرت مسیح موعود کی روشنی میں اللہ کی صفت رحیمیت کا تذکرہ

خدا تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے ضرر کو صفت رحیمیت کے تحت ٹال سکتا ہے

سود کا کاروبار کسی صورت قبول نہیں' اگر کوئی احمدی سود لے کر مشکل میں پھنس جائے تو ہم اس کی مدد نہیں کریں گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 25- مئی 2001ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

خطبہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

لندن: 25 مئی 2001ء- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کی تفصیل وتشریح از قرآن کریم کا سلسلہ جاری رکھا- حضور ایدہ اللہ کا خطبہ ایم ٹی اے نے بیت الفضل سے لائیو ٹیلی کاسٹ کیا اور انگریزی' عربی' بنگالی' فرانسیسی' جرمن' بوسنین اور ترکی زبانوں میں خطبہ کا رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا-

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا قرآن کی وہ سورتیں جن کے اندر اللہ کی صفت رحیمیت کا ذکر آیا ہے ان کی تعداد 42 ہے- پون گھنٹے کے خطبہ میں حضور ایدہ اللہ نے درجن بھر کے قریب آیات قرآنی کی تشریح کی جن میں اللہ کی صفت رحیمیت کا ذکر ہے- ساتھ ساتھ بعض آیات کی تشریح میں حضرت مسیح موعود کے ارشادات بھی بیان فرمائے- حضور ایدہ اللہ نے ان آیات کی تشریح میں فرمایا اللہ جب کسی کو ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا مگر خدا اپنے بھیجے ہوئے ضرر کو اپنی صفت رحیمیت کے تحت دور کر سکتا ہے اس میں گنہگاروں کے لئے امید کی کرن بیان کی گئی ہے- اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگرچہ میں بہت رحیم ہوں بار بار رحم کرنے والا ہوں اس کے باوجود میرے عذاب سے خوف کرو کہ وہ بہت دردناک ہوتا ہے- سورہ نحل کی آیات 6 تا 8 میں اللہ نے اپنے احسانات کا ذکر فرمایا ہے کہ مویشیوں کے ذریعہ انسان کو سردی سے بچایا ہے اس کے علاوہ سخت مشکل مقامات میں جہاں کوئی مشینری نہیں جا سکتی خچریں بھاری بھاری سامان اٹھا کر لے جاتی ہیں- یہ اللہ کا احسان ہے جو بار بار رحم کرنے والا ہے- اس ضمن میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا بعض مذاہب کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ اللہ عادل ہے مگر رحیم نہیں- یہ جھوٹا اور مردہ عقیدہ ہے- ایک آیت کی تشریح میں فرمایا جب تک بیماری نہ آئے تندرستی کی قدر نہیں ہو سکتی ہر زیادتی کے مقابلے میں اللہ نے ایک ازالے کا طریق رکھ دیا ہے وہ غفور اور رحیم ہے- ایک آیت میں ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آج بھی لوگ ہجرت کرتے ہیں بعض واقعۃً مجبور ہوتے ہیں بعض کاغذات بناتے رہتے ہیں بعض ہجرت کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارے بچے کی شادی باہر کے ملک کرا دیں- حضور نے فرمایا اصل مہاجر وہ ہیں جن کو فتنہ ارتداد میں مبتلا کیا گیا اور اس پر مجبور کیا گیا ہو- اس کے بعد ہجرت کریں' اللہ کے راستے میں جہاد کریں اور صبر کریں تب اللہ بہت مغفرت کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوگا- اس مضمون کی تفصیل حضرت مسیح موعود نے نور القرآن میں بیان فرمائی ہے- سورہ نحل کی آیت 116 کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جان بچانے کیلئے سؤر کھانے کی اجازت ہے مگر سود کو کسی بھی صورت قبول نہیں کیا گیا اور نہ کوئی احمدی کر سکتا ہے- ہم ہر احمدی کی مدد کر سکتے ہیں لیکن جس نے سود پر قرض لئے ہوں اس کی مدد نہیں کرتے- سورہ نور کی آیات 5-6 کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ محض فرضی مسئلہ ہے کہ کنواریوں کو زنا کے ارتکاب پر کوڑے لگاؤ اور شادی شدہ کو رجم (سنگسار) کرو- حضور نے فرمایا یہ آیات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جھوٹا الزام لگانے کی بریت میں نازل ہوئی تھیں یہ بہت بڑا واقعہ تھا- مگر اللہ نے فرمایا کہ وہ بھی اگر توبہ کریں تو اللہ ان کو بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے- خطبہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا خطبہ ثانیہ میں جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں حضرت خلیفہ اول نے بھی فرمایا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے دور سے نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ سلسلہ شروع کیا تھا اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے- بعض لوگ مجھ سے اختلاف کرتے تھے مگر خطبات نور سے اب بات واضح ہو گئی ہے-

تحریک وقف زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ

امرائے اضلاع' صدر صاحبان' مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں- ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے- مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالب علم آنے چاہئیں- سو ہوں تو بہتر ہے-"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس تعداد میں جامعہ احمدیہ میں نوجوان داخل ہوتے ہیں اور باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ضروریات کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے-"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آئندہ سو سالوں میں دین نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں- ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد ﷺ کے غلام ہوں- ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں-"

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت 1961ء کا فیصلہ ہے کہ:

"ہر ضلع کی جماعت 250 چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے-"

امرائے اضلاع و صدر صاحبان/مربیان و معلمین سلسلہ سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ ذہین' ہونہار خدمت دین کا شوق رکھنے والے مخلص طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں- اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے-

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد اندازاً اگست 2001ء میں ہوگا- امیدواران کو ہدایت

باقی صفحہ 8 پر

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عالی مقام، توکل علی اللہ، محبت قرآن کریم، عشق مسیح موعود، اطاعت امام عجز وانکسار اور خلافت پر مستحکم یقین سے متعلق نہایت ہی ایمان افروز واقعات کا دلنشیں تذکرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ذکر خیر سے احمدیوں میں توکل کا جذبہ پیدا ہوگا

حضرت مسیح موعود سے آپ کو جو عشق تھا آخرین کے دور کے آخر تک ویسا عشق کسی کے لئے ممکن نہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ 16 / مارچ 2001ء بمطابق 16/امان 1380 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ احزاب کی آیت نمبر 24 کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرز عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

گزشتہ خطبہ میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کا ذکر خیر کیا تھا۔ کچھ آپ کے اپنے خطوط کے حوالوں سے، کچھ حضرت مسیح موعود (-) کے ان خطوط کے جواب میں جو آپ نے بڑی غیر معمولی تعریف فرمائی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اس کے حوالے سے میں نے کچھ باتیں پیش کی تھیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو خراج تحسین حضرت مسیح موعود کے اس فقرہ میں دیا گیا ہے کہ میں حسرت سے دیکھتا ہوں کہ کاش مجھے بھی اتنی خدمت دین کی توفیق ملے۔

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی قبولیت دعا کے بعض نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"میں نے کسی روایت کے ذریعہ سنا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے"۔ یعنی حج پر جاتے وقت پہلی دفعہ جب بیت اللہ پر نظر پڑی تو پھر جو دعا بھی کرو گے وہ قبول ہو جائے گی۔ "میں علوم کا اس وقت ماہر تو تھا ہی نہیں جو ضعیف وقوی روایتوں میں امتیاز کرتا۔ میں نے یہ دعا مانگی: "الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں۔ اب میں کون کون سی دعا مانگوں۔ پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ میں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کر لیا کر"۔ روایت کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہی ہو گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی"۔

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 111)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو لکھا ہے کہ مقابلہ پر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید نصیب ہوئی۔ یہ ایک جاری تجربہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخلصین میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جب ایک موقعہ پر ان کو بظاہر لاجواب کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی صحیح جواب کی طرف رہنمائی فرمائی اور ﴿بھت الذی کفر﴾ والا معاملہ پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) فرماتے ہیں:

"دھرم پال نے جب "ترک اسلام" کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکر قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے"۔

جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی۔ حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا خیال کیا کہ مولا! یہ منکر قرآن تو ہے۔ گو میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے۔ اسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا"۔

اب اللہ تعالیٰ جو وسیع علم عطا فرماتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ ساری تفصیل میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر انسان بیٹھا رہے۔ وہ تو ایک لحہ ہے جس میں ساری عقدہ کشائیاں ہو جاتی ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی عقدہ کشائی دو سجدوں کے درمیان جتنا تھوڑا سا قعدہ انسان کرتا ہے اسی کے اندر ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ نور الدین میں مقطعات کا جواب لکھا۔ پھر فرماتے ہیں اسے لکھ کر میں خود بھی حیران ہو گیا کہ اتنی عظیم الشان تفسیر مجھے اتنی جلدی کیسے سمجھ آئی۔

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 172 - 173)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی ایک پرتاثیر دعا کا اور اس کی قبولیت کا نمونہ:

"آج مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے سمجھا اب اس دنیا میں نہیں رہوں گا۔ سو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الضحیٰ اور دوسری رکعت میں الم

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد) مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے۔ سالانہ 900 روپے

نشرح لک صدرک کی تلاوت کی- پھر میں نے دعا کی- الٰہی! ہم پر ہر طرف سے عذر ہو گیا .... الٰہی (دین) پر بڑا تبر چل رہا ہے- (لوگ) اول تو سست ہیں پھر دین (-) قرآن کریم اور نبی کریمؐ سے بے خبر- تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو' وہ کاہل وست نہ ہو' ہمت بلند رکھتا ہو- باوجود ان باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو- دعاؤں کا مانگنے والا ہو- تیری تمام یا اکثر رضاؤں کو پورا کیا ہو- قرآن وحدیث سے باخبر ہو- پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو- تباغض ان میں نہ ہو' - یعنی ایک دوسرے سے بغض کرنا' اس جماعت کے لوگوں میں خوب ہمت اور استقلال ہو- قرآن وحدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل اور دعاؤں کے مانگنے والے ہوں- ابتلاء تو ضرور آویں گے- ان ابتلاؤں میں ان کو ثابت قدمی عطا فرما- ان کو ایسے ابتلاء نہ آئیں جو ان کی طاقت سے باہر ہوں"-

(مطبوعہ الحکم 7 اپریل 1914ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 2 صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی یہ دعا بڑی جامع مانع ہے- مگر سب کو اس کی تفصیل یاد نہیں رہتی' نہ رہ سکتی ہے- **پس خلاصہ کلام یہی ہے کہ جب کوئی مشکل مقام قرآن کریم کا سمجھ میں نہ آئے تب بھی عاجزی سے اپنی لاعلمی کا خدا کے حضور اقرار کریں اور اسی سے دعا مانگیں-** پھر جب کبھی دشمن سے مناظرہ کرنا پڑے' اگرچہ عام طور پر اب تو مناظرے نہیں کئے جاتے لیکن اس زمانہ میں بہت مناظرے کئے جاتے تھے' تو اس وقت بھی اگر اللہ تعالیٰ اور رسول کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ سے یہ استدعا کی جائے کہ وہ مناظرے میں غلبہ عطا فرمائے تو غیر معمولی غلبہ کے سامان پیدا ہوتے ہیں جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے- میں نے بھی اپنی ذات میں یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے- پہلے زمانوں میں' خلافت سے بہت پہلے کی بات کر رہا ہوں' **جب بھی مجالس سوال وجواب میں ایسا موقعہ پیش آتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب اس کا میرے پاس جواب نہیں ہو گا لیکن ادھر سوال ختم ہوا ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب القاء ہو جاتا تھا اور واقعۃً بھت الذی کفر والی کیفیت پیدا ہوتی تھی-**

چوہدری غلام محمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی دعا کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں:-

"1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکان گر گئے- حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی- آٹھویں یا نویں روز حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں- دعا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ آج میں نے وہ دعا کی ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی"- وہ کون سی دعا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی- بارش برسنے کی دعا تو آپ نے بارہا کی تھی مگر بارش رکنے کی دعا صرف ایک دفعہ کی ہے- اور کہیں کسی حدیث میں یا کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش رکنے کی دعا کی ہو- **حوالینا و لا علینا** -یعنی ہمارے گردوپیش تو بے شک برسے- اب ہم پر بس کافی ہو گئی ہے-" یہ دعا بارش بند ہونے کی دعا تھی- دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی"- **حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کے متعلق یہ روایت ہے کہ اس وقت بارش بہت زور کی ہو رہی تھی- جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے یہ دعا بند کی تو اسی وقت بارش تھم گئی-** "اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی-"

(رفقائے احمد جلد نمبر 8 صفحہ 71)

سردار عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور نے تحریر فرمایا ہے کہ میں دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل ریاست پٹیالہ میں سپرنٹنڈنٹ تھا- مجھے لاہور تبدیل کرنے کی تجویز ہوئی- تبدیلی کا تصور کر کے مجھے بہت گھبراہٹ ہوئی اور میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو دعا کے لئے لکھا- حضور نے حسب ذیل جواب دیا-

"آپ بہت استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں- اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ جب انسان کسی دروازہ پر بھروسہ کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ دروازہ بند کر دیتا ہے- کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تاجروں کی دوکان میں کبھی نقصان ہو جاتا ہے تو وہ تجارت پر گھمنڈ نہ کریں- زمیندار کا خرمن جلتا ہے- **اس طرح ایک حال سے دوسرے حال پر بدلاتا ہے یہاں تک کہ اللہ ہی پر بھروسہ ہو جائے- آپ ذرہ بھی نہ گھبرائیں- اللہ تعالیٰ خالق' مالک' رازق ہے- اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز آپ کو ضائع نہیں کرے گا"-**

وہ لکھتے ہیں: "حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں میرا تبادلہ بمنظوری مہاراجہ بہادر ریاست پٹیالہ دسمبر 1910ء لاہور ہو گیا اور وہ تبادلہ میرے لئے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا اور میں ایک آزاد افسر کی حیثیت سے ریاست کی چونتیس (34) سال سروس کر کے 10 اپریل 1935ء کو پنشن پر ریٹائر ہوا اور اسی دن جیمز کری اینڈ کمپنی' ریلوے آڈیٹر (James Currie & Co. Railway Auditors) لاہور میں ملازم ہو گیا- پارٹیشن کے بعد مالکان کمپنی جو انگریز تھے 1949ء میں لندن چلے گئے اور کمپنی میرے نام منتقل کر گئے- یکم اپریل 1949ء سے میں اس کمپنی کا بحیثیت پروپرائٹر کام کر رہا ہوں اور جب تک اللہ چاہے گا یہ کام جاری رہے گا' اور' یہ عظیم مرتبہ اور اتنی بڑی جائیداد یہ سب چیزیں محض حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی دعا ہی کا نتیجہ تھیں-

حضرت مولوی محمد حسین صاحب (-) سبز پگڑی والے مشہور ہیں وہ ہمیشہ سبز پگڑی پہنا کرتے تھے- ان کی روایت ہے:

"1910ء میں طاعون کی وبا دوبارہ قادیان میں پھیل گئی اور میں بھی اس بیماری میں مبتلا ہو گیا- جتنے بھی غیر احمدی اس وبا کا شکار ہوئے تھے کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا تھا- اس لئے جس وقت کسی کو طاعون ہو جاتی تو فوراً اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا جاتا- میرا مرنا بھی مشہور ہو گیا- میرے والدین کو اس بات کا شدید صدمہ تھا- بار بار حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں حاضر ہو کر میری حالت سے آگاہ کرتے رہے- ایک دن میری حالت اتنی خراب ہو گئی کہ لمحوں کا مہمان نظر آنے لگا اور موت کے آثار دکھائی دینے لگے- میرے والد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس نماز ظہر کے وقت (بیت) اقصیٰ میں پہنچے- حضور نے میرے والد صاحب سے پوچھا کہ بچے کا کیا حال ہے- میرے والد صاحب نے جواب دیا کہ اب آخری وقت معلوم ہوتا ہے اور آنسو ٹپکنے شروع ہو گئے- حضور نے مصلے پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ میاں صاحب کا بیٹا سخت بیمار ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے دربار میں اس کی صحت کے لئے ایسے درد دل سے دعا کریں جو خدا تعالیٰ منظور ہی کر لے اور پھر نماز میں بہت گڑگڑا کر دعا کی گئی- میرے والد صاحب نے فرمایا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرا بچہ ضرور اس موذی مرض سے شفا پائے گا- نماز کے بعد حضور نے بھی میرے والد صاحب کو تسلی دی- جب آپ گھر کے پاس پہنچے تو مکرم بابا حسن محمد صاحب والد مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا ملے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ کے بیٹے کا بہت افسوس ہے- میرے والد صاحب گھبرا گئے اور گھر تک دونوں ہی آئے- پتہ چلا کہ مجھے بیہوشی ہے مگر سانس چلتا ہے- آپ نے سجدہ شکر کیا- تھوڑی دیر کے بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور میں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا- خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں فوت ہو گیا ہوں اور مجھے نہلا کفنا کر عید گاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں- میری آنکھیں بند ہیں مگر میں سب کچھ دیکھتا ہوں"-

یہ جو تجربہ ہے Near Death کا تجربہ' اس پر بہت سے سائنسدانوں نے تحقیق کی ہے اور حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں کہ بسا اوقات ایک انسان کو مردہ سمجھ کر جب سب ڈاکٹر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو اس کی روح سارا نظارہ دیکھتی ہے جو پیچھے ہو رہا ہے- ہمارے ڈاکٹر حمید مرحوم' ان

کی بیگم ساجدہ صاحبہ ان کا بھی یہی تجربہ ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ ڈاکٹروں کی باتیں مصنوعی نہیں بلکہ سچ مچ ایسا ہی ہوتا ہے- وہ کینسر کی مریضہ تھیں- انہوں نے بھی ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں فوت ہوگئی ہوں اور پورا ہسپتال کا نظارہ دکھایا گیا اور وہ کمرے بھی جو وہ جانتی بھی نہیں تھیں کہ وہاں اس قسم کے کمرے ہیں وہ کمرے بھی دکھائے گئے اور لوگ وہاں جا کر چھپ چھپ کر روتے تھے- پھر اچانک میری دعا کے نتیجہ میں جو اس ساعت میں میں نے دعا کی کہ اے مولا! ابھی نہیں، ابھی کچھ دیر مجھے اور گزارنے دے- میری روح واپس آئی اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی- جب یہ واقعہ ہوا تو انہوں نے سارے ہسپتال کا نقشہ دکھا دیا کہ یہ یہ کمرہ تھا' یہاں یہ ہو رہا تھا' وہاں وہ ہو رہا تھا اور وہ بالکل اسی طرح تھا- اب میں روایت کی طرف واپس آتا ہوں-

''تھوڑی دیر بعد مجھے قدرے ہوش آیا اور میں نے اپنا خواب سنانا شروع کیا- خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں فوت ہوگیا اور مجھے نہلا کفنا کر عید گاہ والے قبرستان میں لے گئے ہیں- میری آنکھیں بند ہیں مگر میں سب کو دیکھتا ہوں اور ان کی باتیں سنتا ہوں مگر بول نہیں سکتا- میری چارپائی کو قبر کے پاس لے جا کر رکھ دیا ہے اور شیخ جھنڈ وخوجہ جو ہمارا ہمسایہ تھا اور جس کی فروٹ کی دوکان (بیت) اقصیٰ کے کونے پر تھی میری قبر کو صاف کر رہا تھا- جب کفن میں سے میں نے اسے صفائی کرتے دیکھا اور بلا کر کہا کہ میں نے دوبارہ اس دنیا میں نہیں آنا ذرا لحد کو خوب صاف کر دو- اس نے جواب دیا کہ میں نے لحد کو خوب صاف کر دیا ہے اور اب میں اس میں باریک ریت بچھانے لگا ہوں تا کہ کوئی کنکر وغیرہ نہ چبھے اور بیچ میں لیٹ کر دیکھتا ہوں کہ لحد تنگ تو نہیں ہے اور پھر خود اس میں لیٹ جاتا ہے- اور مجھے ایک خوبصورت (بیت الذکر) دکھائی دیتی ہے اور میں شیخ صاحب سے کہتا ہوں کہ تم قبر کو اچھی طرح صاف کر دو میں جاتے جاتے آخری مرتبہ نماز (بیت الذکر) میں ادا کر آؤں- میں اٹھ کر (بیت الذکر) میں چلا گیا اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگا تو مجھے ہوش آ گیا اور شیخ صاحب قبر ہی میں رہ گئے- تھوڑے سے وقفہ کے بعد شیخ صاحب کے مکان سے رونے کی آواز یکبارگی میرے کان میں پڑی تو میں نے کہنا شروع کر دیا کہ شیخ جھنڈو فوت ہو گئے ہیں- مگر میری کمزور حالت کو دیکھ کر میرے والدین نے شیخ جھنڈو کی وفات کی خبر مجھ سے چھپائے رکھی مگر میں نے دریافت کر کے ہی چھوڑا کہ واقعی شیخ صاحب قبر میں پہنچ گئے ہیں- میں خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے تندرست ہو گیا- صرف میری دائیں آنکھ پر اس بیماری کا اثر پڑا' باقی جسم ٹھیک رہا- الحمدللہ- چونکہ میں سخت بیمار رہا تھا اور کمزوری حد سے تجاوز کر چکی تھی اور کچھ کھانے پینے کو جی نہ چاہتا تھا- گھر والے کچھ نہ کچھ کھانے پر مجبور کرتے- ان کے بار بار اصرار پر میں نے کہا کہ دال ماش کی کھچڑی پکائیں اور اس میں سے نصف حضرت خلیفۃ المسیح الاول کھائیں گے تو پھر میں کھاؤں گا ورنہ کچھ نہیں کھاؤں گا- میری والدہ صاحبہ اسی وقت حضور کے گھر گئیں اور سارا قصہ سنا دیا- حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اسی وقت حکم دیا کہ اسی قسم کی کھچڑی بناؤ- لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اور اس میں سے دو چار لقمے حضور نے کھائے اور باقی حصہ چمچ سمیت میرے لئے بھیج دیا- متواتر ایک ہفتہ حضور اسی طرح کرتے رہے- اے خدا ان کو جنت الفردوس میں خاص مقام عطا فرما اور ان کی اولاد پر بھی رحم فرما''-

(میری یادیں' حصہ اول از حضرت مولانا محمد حسین صاحب صفحہ 16 ` 18)

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بارہ میں ایک روایت ہے-

''ایک روز آپ (-) نے فرمایا کہ ایک احمدی فوجی انڈین آفیسر ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ **حضور! آپ دعا کریں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے''**- اس احمدی فوجی کا نام یہاں نہیں لکھا ہوا- بہرحال شیخ فضل احمد صاحب کی روایت ہے یہ- ''حضور آپ دعا کریں کہ میں لڑائی میں بھی نہ جاؤں اور مجھے تمغہ بھی مل جائے- میں نے کہا کہ ہمیں تو آپ کے قواعد کا علم نہیں ہے- معلوم نہیں کہ تمغہ کس طرح ملا کرتا ہے- اس نے کہا میڈل اسے ملتا ہے جو لڑائی میں جائے- میں نے کہا پھر آپ کو بغیر لڑائی میں جانے کے کیونکر مل سکتا ہے- وہ کہنے لگے کہ حضور دعا فرمائیں- ہم نے کہا- اچھا ہم دعا کریں گے- کچھ عرصہ کے بعد وہ آئے اور بتلایا کہ حضور کی دعا سے مجھے تمغہ مل گیا ہے- اور دریافت کرنے پر بتلایا کہ میں بیس (Base) کیمپ میں تھا کہ میرے نام حکم پہنچا کہ لڑائی کے میدان میں پہنچو- میں ڈر امگر چل پڑا- ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا مگر وہ سرحد پار کر چکا تھا جس کے عبور کرنے پر ایک فوجی افسر تمغہ کا حقدار تصور ہوتا ہے''- یعنی لڑائی کی وہ حالت جس سے آگے جب کوئی نکل جائے پھر لڑائی میں حصہ لے یا نہ لے اس کو تمغہ مل جاتا ہے- ''کہ پھر حکم ملا کہ واپس چلے آؤ' صلح ہوگئی ہے اور لڑائی بند ہے- اس طرح **حضور (-) کی دعا سے میں لڑائی پر بھی نہیں گیا اور مجھے تمغہ بھی مل گیا-**

(رفقائے احمد جلد نمبر 3 صفحہ 77)

پھر فرماتے ہیں کہ:

''دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست تھے جن کی عمر اسی برس کے قریب تھی- میرے ساتھ وہ بڑی ہی محبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے- میں نے ان کو بہت ترغیب دی کہ آپ شادی کر لیں مگر وہ مضائقہ کرتے تھے- میری وجاہت بھی ان کے دل پر بڑی تھی- آخر انہوں نے شادی بھی کر لی- اللہ تعالیٰ کے عجائبات قدرت میں سے ہے کہ ان کے گھر میں حمل ہو گیا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی........ دوسرے سال پھر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا........ میری طبی آمدنی اس وقت اتنی قلیل تھی کہ ہم میاں بیوی دو آدمیوں کے لئے بھی گونہ مشکلات پڑ جاتے تھے- جب ان کے لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے بعض آدمیوں کو مبارکباد کے لئے میرے پاس روانہ کیا- میری حالت تو خود بہت کمزور تھی مگر مجھے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑا''- جب بچہ پیدا ہو تو رواج ہے- یہ آج کل بھی چل رہا ہے کہ بچہ کی منہ دکھائی پر کچھ پیش کیا جاتا ہے- کوئی بچے کے سوٹ' کوئی اور تحفہ- ''میری حالت تو خود بہت کمزور تھی مگر مجھے کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑا''- پھر ایک دفعہ میں چھاؤنی شاہ پور میں گیا- وہاں سے مجھے کچھ روپے مل گئے تھے- میں اس خیال سے کہ انہوں نے مجھے کچھ مالی امداد نہیں دی' ان کے گاؤں چلا گیا- وہ اپنے گاؤں کے بہت سے وہ لڑکے جو ان کے لڑکے کے قریب پیدا ہوئے تھے جمع کر کے لائے اور سب کو کہا کہ تم سلام کرو- مجھ کو ان لڑکوں کی تعداد اپنی جیب کے روپوں میں کچھ مناسبت معلوم نہ ہوئی تو میں نے جو کچھ میری جیب میں تھا' سب ان کے لڑکے کو دے دیا- اس کو انہوں نے فال نیک سمجھا گویا یہ لڑکا امیر ہوگا اور باقی لڑکے اس کے دست نگر رہیں گے- اس کے ہاتھ سے ان بچوں کو تقسیم کرا دیا- جب میں گھر میں پہنچا تو ایک میرے دوست حکیم فضل الدین نے مجھ سے کہا کہ یہ تو یوں کچھ دیتے نہیں' آپ اس لڑکے کے لئے ایک لباس بنوا کر بھیج دیں- وہ لباس بمبئی میں تیار کرایا گیا- جیسا وہ قیمتی تھا ویسا ہی وہ عمر کے لحاظ سے جوان آدمی کے قابل تھا- وہ لباس میں نے کسی آدمی کی معرفت ان کو بھیج دیا- اس لباس کی وسعت مقدار کو دیکھ کر اس رئیس نے یہ تفاؤل لیا کہ یہ لڑکا جوان ہوگا اور وہ لباس جوانی کے وقت کے لئے محفوظ رکھا'' یعنی جو لباس تیار کیا تھا وہ بچہ کا نہیں تھا بلکہ بڑی عمر کے انسان کے لئے تھا- ''جب وہ آدمی واپس آیا تو میں نے حکیم فضل الدین صاحب سے کہا کہ مال کا نام قرآن کریم نے فضل رکھا ہے- یہ فضل سے حاصل ہوتا ہے''- اب نماز کے لئے جب آپ (بیت الذکر) میں داخل ہوتے ہیں تو اس وقت یہ دعا کرتے ہیں اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک اور جب (بیت الذکر) سے باہر جاتے ہیں پھر دعا کرتے ہیں افتح لی ابواب فضلک- تو یہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی تشریح ہے کہ فضل مال کو کہتے ہیں- **مجھ کو تو یہ فائدہ حاصل ہوا ہے کہ میں مخلوق پر قطعاً اب کبھی بھروسہ نہ کروں گا اور خدا تعالیٰ اب مجھ کو اپنے خاص کارخانہ سے رزق بھیجے گا** اور میں آئندہ ارادہ بھی نہ کروں گا کہ کسی کو قیمتاً دوائی دوں- یہ ایک امارت اور دولت مندی کی راہ تھی جو مجھ کو اس دن عطا ہوئی- الحمدللہ رب العالمین''-

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین' صفحہ 155 تا 157)

ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی لکھتے ہیں کہ:

''ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا' چند اور احباب بھی موجود تھے- فرمایا: بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے- اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے- میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا- اب اس رشتہ کو

بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے- جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں' وہ جانتے تھے کہ اس کو طب ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے- مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا- میری بیوی نے آج مجھے کہا کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں- اور مجھے یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانے کو نہیں ہو گا- میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا- میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا''-

(حیات نور صفحہ 471)

یہ روایتیں تو بہت کثرت سے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کے متعلق بہت کتب بھی لکھی گئی ہیں لیکن میرے خیال میں اس ذکر خیر سے بھی احمدیوں میں بہت توکل کا جذبہ پیدا ہوگا اور **توکل کا مقام بہت عظیم مقام ہے- توکل سے ہی حقیقی توحید کا پتہ چلتا ہے- اگر توکل نہ رہے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا-**

قرآن کریم سے عشق کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کا مقام بہت ہی بلند تھا- آپ فرماتے ہیں:

''مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی- اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں' قرآن ہی کافی کتاب ہے''-

نیز فرمایا: ''میں نے دعا کی کہ وہ مجھے ایسی دعا سکھا دے جو ایک جامع دعا ہو- پس یہ دعا میرے دل میں ڈالی گئی کہ مضطر ہو کر جو کچھ بھی مانگوں وہ مجھے دے دے- اب اس دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کی محبت دی''-

''حضور (-) ایک موقع پر فرماتے ہیں: ''میرے پاس کوئی ایسا چاقو نہیں جس سے میں اپنا دل چیر کر تمہیں دکھلا سکوں کہ مجھے قرآن سے کس قدر محبت اور پیار ہے''-

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور مہاراجہ جموں کے شاہی طبیب تھے تو آپ نے بعض خدمتگاروں کو جو سب ہندو تھے قرآن سنانا شروع کیا- دو روز بعد خزانہ کا افسر رتی رام کہنے لگا: دیکھو! ان کو قرآن شریف سنانے سے رکو' ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا-

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدا تعالیٰ نور الدین سے پوچھے کہ تمہیں کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے تو میں تو یہی کہوں کہ مجھے قرآن مجید دیا جاوے''- (حیات نور صفحہ 341)

ظاہری قرآن کریم تو سب کے پاس ہوتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کی معرفت عطا کی جاوے-

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب کا بیان ہے کہ **حضرت اقدس (-) نے بار بار شاید پچاس مرتبہ مجھے فرمایا کہ مولوی نورالدین صاحب** --- --- سے قرآن پڑھا کرو اور اگر تم نے دو تین سپارے بھی سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کا ملکہ پیدا ہو جائے گا-

یکم اپریل 1913ء کی شام (بیت) اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو ضعف ہو گیا- پہلے بیٹھے پھر لیٹ گئے- ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے- چلنے کی قوت نہ رہی- چارپائی پر اٹھا کر لائے مگر راستہ میں جب (بیت مبارک) کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے گھر نہ لے جاؤ (بیت الذکر) میں لے جاؤ- بمشکل تمام چھت پر پہنچ کر نماز مغرب پڑھی- باوجود اس تکلیف کے بعد نماز مغرب ایک رکوع کا درس دیا- پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر لائے- رات کو افاقہ ہوا- صبح پھر درس دیا اور بیماروں کو دیکھا''- (حیات نور صفحہ 606-607)

حضور (-) فرماتے ہیں: ''مجھے .... تاریخ ابن خلدون کا شوق تھا- کوئی تاجر لایا- ستر روپیہ اس نے قیمت کہی- میں نے کہا کہ باقساط تو روپیہ میں دے دوں گا یکدم میرے پاس نہیں ہے لیکن اس تاجر نے قسطوں کو پسند نہ کیا- جب میں ظہر کی نماز کے لئے مطب میں آیا تو وہ کتاب وہاں رکھی دیکھی- ہر چند میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون رکھ گیا ہے لیکن کسی نے پتہ نہ بتایا- نہ تاجر کا کچھ پتہ چلا- کبھی کبھی میں مطب میں ذکر کر دیا کرتا تھا- آخر ایک دن ایک بیمار نے کہا کہ یہ کتاب ایک سکھ رکھ گیا تھا جس کو میں صورت سے تو پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا- وہ یہاں تحصیل میں بہت آتا جاتا رہتا ہے- کچھ دنوں کے بعد وہ اس سکھ کو لے آیا- میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کتاب آپ نے کس طرح رکھی- اس نے کہا ''آپ کی مجلس میں ذکر ہوا تھا کہ آپ کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا میں نے ستر روپیہ دے کر خرید لی اور یہاں رکھ دی تھی اور یہ ستر روپیہ میں نے فلاں امیر سے وصول کر لیا تھا کیونکہ ان کا ہم کو حکم ہے کہ نورالدین کو جب کوئی ضرورت ہوا کرے بلا ہمارے پوچھے روپیہ خرچ کر دیا کرو- چنانچہ مجھ کو یہ موقع مل گیا اور میں نے ان کے حکم کے موافق روپیہ خرچ کیا- میرے پاس بھی چونکہ ستر روپیہ آ گئے تھے''- حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ اس وقت تک آپ کے پاس بھی کسی ذریعہ سے ستر روپے پہنچ گئے تھے- ''میرے پاس بھی چونکہ ستر روپے آ گئے تھے- میں نے ستر روپے اس امیر کے پاس واپس کر دیئے- میرا آدمی دوپہر کے وقت وہاں پہنچا اور روپے پیش کئے جن کو انہوں نے بڑے غضب اور رنج سے لیا اور اس آدمی کو روٹی بھی نہ کھلائی- پھر میرے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا کہ ہم نے نوردین کے لئے جب سوچا تو کوئی حد نذرانہ کی ہم کو نظر نہ آئی اس لئے ہم نے یہ تجویز کیا تھا کہ ہم سارے ہی اس کے ہیں اور ہم نے اپنے نوکروں کو حکم دے دیا تھا کہ جب ان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو بلا دریغ روپیہ خرچ کر دیا کریں مگر انہوں نے ستر روپیہ واپس بھیجا' ہم کو اس سے بہت رنج ہوا ہے- اب کیا کریں؟ ہمارے بھائی صاحب نے ستر روپیہ تو آپ سے لے لیا اور اس رئیس سے کہہ دیا کہ ہم اس کو سمجھا دیں گے- مجھ کو آ کر ملامت کی اور بتا دیا کہ وہ ستر روپیہ ہم نے لے لیا ہے- گویا یہ ایک رقم تھی جو ہم کو وصول ہوئی- **توکل علی اللہ کی خوشی کے مقابلہ میں یہ رقم مجھ کو واپس لینی گوارا بھی نہ تھی''-**

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین' صفحہ 157 -158)

اب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے بھائی نے وہ ستر روپے جیب میں ڈال لئے اور بیچارے امیر کو پتہ بھی نہیں چلا کہ یہ روپے گئے کہاں- لیکن خوش ہو گیا کہ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو پہنچ گئے-

ایک دفعہ ایک دوست اپنی کافی بڑی رقم جو آپ کے پاس امانتاً رکھوائی ہوئی تھی' واپس لینے آئے- آپ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کے بعد آ کر لے جائیں- نماز کے بعد آپ نے اپنی صدری مولوی محمد جی صاحب کو دی کہ اسے لٹکا دو- مولوی محمد جی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے صدری کی جیبوں کی اچھی طرح تلاشی لی لیکن وہ بالکل خالی تھیں اس پر مجھے خیال آیا کہ جیبوں میں تو ایک پیسہ نہیں' دیکھتے ہیں حضور اپنے وعدہ کی ادائیگی کس طرح کرتے ہیں- اتنے میں وہ شخص آ گیا- حضور نے فرمایا' میری صدری پکڑاؤ' اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر رقم نکال کر اس شخص کو دے دی اور کہا گن لو- اس دوست نے رقم گنی اور کہا کہ رقم پوری ہے- **مولوی محمد جی صاحب کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود حضور کا متکفل ہے اور پھر آئندہ تجسس کرنا بھی چھوڑ دیا-**

ایک بہت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول خود بیان فرماتے ہیں کہ:

'' مہاراجہ کشمیر کی ملازمت چھوڑتے وقت آپ کے ذمہ ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے کا قرض تھا''- اب اندازہ کریں کہ اس زمانے کا روپیہ کتنا ہوگا یعنی آج کل کے حساب سے دیکھا جائے تو لازماً یہ قرض کروڑوں میں پہنچتا ہے مگر چونکہ آپ خدمت خلق پر خرچ کرتے تھے اس لئے بلا تکلف قرض لیتے چلے جاتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے جاتے تھے- اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس قرض کی واپسی کا انتظام عجیب طریقہ پر فرمایا- ''سیاسی حالات کے تحت جب مہاراجہ نے آپ کو ملازمت سے فارغ کر دیا تو بعد میں اسے یہ خیال آیا کہ آپ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہوئی ہے- چنانچہ اس نے آپ کو واپس بلانے کی کوشش کی تو آپ نے (جو اس وقت قادیان پہنچ چکے تھے) فرمایا کہ اگر مجھے ساری دنیا کی حکومت بھی مل جائے تو میں اس جگہ کو نہیں چھوڑ سکتا- .... چونکہ مہاراجہ صاحب کو ناانصافی کا شدت سے احساس تھا اس لئے اس نے اس کے ازالہ کی یہ تجویز سوچی کہ اب کی مرتبہ جنگلات کا ٹھیکہ صرف اسی شخص کو دیا جائے جو منافع کا نصف

حضرت مولوی صاحب کو ادا کرے- چنانچہ اسی شرط کے ساتھ ٹینڈر طلب کئے گئے'' - اب **دیکھیں اللہ تعالیٰ پر توکل کا کیسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے**- ''جس شخص کو یہ ٹھیکہ ملا' جب سال کے آخر میں اس نے اپنے منافع کا حساب کیا تو خدا تعالیٰ کی حکمت سے اسے ٹھیک تین لاکھ نوے ہزار روپے منافع ہوا جس کا نصف ایک لاکھ پچانوے ہزار بنتا ہے اور اسی قدر روپیہ حضور کے ذمہ قرض تھا- چنانچہ جب یہ روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رقم فلاں سیٹھ کو دے دی جائے' ہم نے اس کا قرض دینا ہے- جب دوسرے سال بھی اسی شرط پر ٹھیکہ دیا گیا اور ٹھیکیدار نے منافع حضور (-) کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے وہ رقم لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ نہ اس کام میں میرا سرمایہ لگا' نہ میں نے محنت کی' میں اس کا منافع لوں تو کیوں لوں؟ ٹھیکیدار نے عرض کی کہ آپ (-) ضرور اپنا حصہ لیں ورنہ آئندہ مجھے ٹھیکہ نہیں ملے گا- آپ نے فرمایا' اب خواہ کچھ ہی ہو' میں یہ روپیہ نہیں لوں گا- اس نے کہا پھر پچھلے سال کیوں لیا تھا؟- فرمایا' وہ تو میرے رب نے اپنے وعدے کے مطابق میرا قرض اتارنا تھا- جب وہ اتر گیا تو اب میں کیوں لوں؟ اس پر وہ ٹھیکیدار واپس چلا گیا-

حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) فرماتے ہیں:

(بھیرہ میں) ایک سرکاری زمین تھی جس کو کمیٹی کی زمین کہتے تھے- میں نے اپنے ایک دوست مستری سے کہا کہ تم اس زمین پر مکان بناؤ اور ایک ہندو سے کہا کہ تم روپیہ دیے دو- مکان بننا شروع ہو گیا-........ اس مکان کے بننے میں جب بارہ سو روپیہ خرچ ہو گیا تو مجھ کو خیال آیا کہ کہیں وہ ہندو اپنا روپیہ نہ مانگ بیٹھے- میں اسی خیال میں تھا کہ میرے ایک دوست ملک فتح خاں صاحب گھوڑے پر سوار میرے پاس آئے اور فرمایا کہ میں راولپنڈی جاتا ہوں کیونکہ لارڈلٹن نے دلی میں دربار کیا ہے- بڑے بڑے رئیس تو دلی بلائے گئے ہیں اور چھوٹے رئیس جن میں سے وہ ملک فتح خان بھی تھے راولپنڈی جمع ہوں گے اور انہی تاریخوں میں راولپنڈی میں دربار ہو گا- ہم راولپنڈی بلائے گئے ہیں- میں نے ان کے کان میں چپکے سے کہا کہ مجھ کو بھی دربار میں جانا ہے- انہوں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہے' آپ اس پر سوار ہو جائیں-........ ہم دونوں جب جہلم پہنچے تو وہاں ریل تھی- ملک فتح خاں مرحوم تو راولپنڈی چلے گئے- میں نے کہا: میں تو دلی جاتا ہوں- میرے کپڑے بہت میلے ہو گئے تھے اس لئے میں نے اپنے کپڑے اتار کر ملک حاکم خاں تحصیلدار جہلم کا ایک پاجامہ' پگڑی اور کوٹ پہن لیا جس کے نیچے کرتہ نہ تھا- میں سیر کے لئے نکلا اور ٹہلتا ہوا اسٹیشن جہلم پر پہنچا- میں نے اسٹیشن پر کسی سے پوچھا کہ لاہور کا تھرڈ کلاس کا کیا کرایہ ہے؟ معلوم ہوا کہ پندرہ آنہ- اس کوٹ کی جیب میں دیکھا تو صرف پندرہ آنہ کے پیسے پڑے تھے- میں نے ٹکٹ لیا اور لاہور پہنچا- یہاں بڑی گھمسان تھی کیونکہ لوگ دربار کے سبب دہلی جا رہے تھے- ٹکٹ ملنا محال تھا اور میری جیب میں تو کوئی پیسہ بھی نہ تھا- ایک پادری جن سے کسی مرض کے متعلق طبی مشورہ دینے کے سبب میری پہلے سے جان پہچان تھی اسٹیشن پر مل گئے- ان کا نام گولک ناتھ تھا- انہوں نے کہا: آپ کہاں جاتے ہیں؟ ٹکٹ تو بڑی مشکل سے ملے گا- میں نے کہا مجھ کو دہلی جانا ہے- گولک ناتھ نے کہا: میں جاتا ہوں اور ٹکٹ کا انتظام کرتا ہوں- چنانچہ وہ گئے اور بہت ہی جلد ایک ٹکٹ دہلی کا لائے- میں نے ٹکٹ ان سے لیا اور جیب میں ہاتھ ڈالا تو پادری صاحب کہنے لگے ''آپ میری ہتک نہ کریں' معاف کریں''- مطلب یہ ہے کہ آپ اگر پیسے دیں گے تو میری ہتک ہو گی- ''میں اس کے دام نہ لوں گا اور میں بھی تو دہلی ہی جاتا ہوں' رستہ میں دیکھا جائے گا''- میں رستہ میں ان کو تلاش کرتا رہا' وہ نظر نہ آئے اور دہلی کے اسٹیشن پر بھی باوجود تلاش کے مجھ کو نہ ملے- اسٹیشن پر اترا تو عصر کا وقت تھا- میں آہستہ آہستہ اس سڑک پر چلا جس پر روسا کے خیمے نصب تھے- میں غالباً پانچ میل نکل گیا- اب چونکہ آفتاب غروب ہونے کو تھا- میں نے واپسی کا ارادہ کیا- اتنے میں ایک سپاہی جو حضرت منشی جمال الدین صاحب کا ملازم تھا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو منشی صاحب بلاتے ہیں- انہوں نے آپ کو دیکھ کر مجھے بلانے کے لئے بھیجا ہے- میں نے کہا: اب تو وقت تنگ ہے' میں کل' انشاء اللہ تعالیٰ' ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا- اس نے کہا کہ وہ بہت اصرار سے آپ کو بلاتے ہیں- میں نے پھر بھی کہا کہ کل آؤں گا- اس نے کہا: پاس ہی تو ان کا خیمہ ہے' آپ ذرا تکلیف کرکے خود ہی ان سے عذر کر لیں- جب میں گیا تو وہ حسب عادت بڑی ہی مہربانی سے پیش آئے اور فرمایا کہ میرا ایک نواسہ محمد عمر نام بیمار ہے- آپ اس کو دیکھیں- میں نے کہا کہ میں کل آ کر دیکھوں گا- انہوں نے فرمایا کہ آپ آج رات کو یہیں رہیں' کل ہم آپ کے مکان پر چلیں گے- چنانچہ میرے لئے علیحدہ ایک آرام دہ خیمہ کھڑا کر دیا اور اگلے روز چونکہ جمعہ تھا' انہوں نے یہ سمجھ کر کہ مکان پر جانے سے تو اس کو ہم نے روک لیا ہے' راتوں رات ہی میرے لئے کپڑے تیار کرا دیئے جو میں نے اگلے روز پہن لئے-........ میں نے (انہیں) کہا کہ میں تھوڑے ہی دنوں آپ کے پاس رہ سکتا ہوں اور میاں محمد عمر کے رسولی ہے' یہ بہت دنوں کے بعد جائے گی اور میں گھر میں اطلاع دے کر بھی نہیں آیا- انہوں نے فرمایا کہ آپ ضرور ٹھہریں اور گھر کے لئے پانسو روپیہ کا نوٹ بھیج دیں- میں بہت گھبرایا کہ ہم تو بارہ سو کے مقروض ہو کر نکلے تھے اور یہ تو پانسو ہی دیتے ہیں- شائد یہ وہ جگہ نہیں جہاں ہمیں جانا ہے- خیر میں نے وہ نوٹ تو اس ہندو کو بھجوا دیا اور گھر میں لکھا کہ آپ مطمئن رہیں- تھوڑے ہی دنوں کے بعد منشی صاحب نے سات سو روپیہ اور دیا- اور مجھ سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو آپ بھوپال تک چلیں- میں نے سمجھا کہ میرا قرضہ تو پورا ہو ہی گیا ہے اب جہاں چاہیں جا سکتے ہیں-

(مرقات الیقین فی حیات نورالدین' صفحہ 145 تا 149)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کو حضرت مسیح موعود (-) سے جیسا عشق تھا اور جو محبت تھی کوئی اور ثانی نہیں- حال میں بھی نہیں' نہ اس زمانہ میں تھا' آخر زمانے تک' آخرین کا زمانہ بھی ختم ہو گا مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول جیسا عشق حضرت مسیح موعود (-) سے اور کسی کا ہونا ممکن نہیں- بہت ہی عشق اور لاڈ کا مقام حاصل کیا تھا آپ نے- کبھی بہت ہی پیار سے' ہمارا مرزا' کہہ دیا کرتے تھے- کبھی پورا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے حیرت انگیز القابات سے حضرت اقدس مسیح موعود (-) کو مخاطب کیا کرتے تھے- حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (-) بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعود (-) کے زمانہ میں جس قدر آدمی ہیں سب کو حضور (-) سے اپنے اپنے طریق پر محبت تھی مگر جس قدر ادب و محبت حضور سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو تھی اس کی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے- چنانچہ ایک دن میں حضرت مولوی صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا- وہاں ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعود (-) نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کر دینے کے لئے فرمایا- مگر وہ دوست راضی نہ ہوا- اتفاقاً اس وقت مرحومہ امۃ الحئی صاحبہ (-) بھی جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں کھیلتی ہوئی سامنے آ گئیں- حضرت مولوی صاحب اس دوست کا ذکر سن کر جوش سے فرمانے لگے کہ **''مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی لڑکی کو نہالی کے لڑکے کو دے دو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دے دوں گا''**- اب نہالی وہاں جمعدارنی تھی- تو اندازہ کریں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عشق کا کیا عالم تھا- مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی بیٹی کو نہالی کے سپرد کر دوں تو میں وہ بھی کر دوں گا- پھر میر صاحب لکھتے ہیں کہ اب' نتیجہ دیکھو کہ بالآخر وہی لڑکی حضور (-) کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعود کا حسن و احسان میں نظیر ہے''-

(حیات نور صفحہ 188-189)

جناب محمد صدیق صاحب آف میانی فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ جب آپ مطب میں بیٹھے تھے' ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا' ایک شخص نے آ کر کہا کہ مولوی صاحب! حضور یاد فرماتے ہیں- یہ سنتے ہی اس طرح گھبراہٹ کے ساتھ اٹھے کہ پگڑی باندھتے جاتے تھے اور جوتا گھسیٹتے جاتے تھے- گویا دل میں یہ تھا کہ حضور کے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو-

پھر جب خلیفہ ہو گئے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ **''تم جانتے ہو نورالدین کا یہاں ایک معشوق ہوتا تھا جسے مرزا کہتے تھے- نورالدین اس کے پیچھے یوں دیوانہ وار پھرا کرتا تھا کہ اسے اپنے جوتے اور پگڑی کا بھی ہوش نہیں ہوا کرتا تھا''**-

(حیات نور- صفحہ 189)

ماسٹر اللہ دتا صاحب سیالکوٹی کا بیان ہے کہ:

"1900ء یا 1901ء کا واقعہ ہے کہ میں دارالامان میں موجود تھا۔ ان دنوں ایک نواب صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں علاج کے لئے آئے ہوئے تھے جن کے لئے ایک الگ مکان تھا۔ ایک دن ان صاحب کے اہلکار حضرت مولوی صاحب کے پاس آئے جن میں ایک مسلمان اور ایک سکھ تھا اور عرض کیا کہ نواب صاحب کے علاقہ میں لاٹ صاحب آنے والے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے تعلقات جانتے ہیں اس لئے نواب صاحب کا منشاء ہے کہ آپ ان کے ہمراہ وہاں تشریف لے جائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنی جان کا مالک نہیں۔ میرا ایک آقا ہے۔ اگر وہ مجھے بھیج دے تو مجھے کیا انکار ہے۔ پھر ظہر کے وقت وہ اہلکار (بیت الذکر) میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت مسیح موعود (-) تشریف لائے تو انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا۔ حضور نے فرمایا: **اس میں شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے** لیکن مولوی صاحب کے وجود سے یہاں ہزاروں لوگوں کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے۔ قرآن وحدیث کا درس دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ سینکڑوں بیماروں کا ہر روز علاج کرتے ہیں۔ ایک دنیاداری کے کام کے لئے ہم اتنا فیض بند نہیں کر سکتے۔

اس دن جب عصر کے بعد درس قرآن مجید دینے لگے تو خوشی کی وجہ سے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے۔ فرمایا "مجھے آج اس قدر خوشی ہے کہ بولنا محال ہے اور وہ یہ کہ میں ہر وقت اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہو جائے۔ آج میرے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت اس قسم کا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا"۔

(حیات نور صفحہ 187-188)

اطاعت امام کی ایک اور نادر مثال۔ 22؍اکتوبر 1905ء کو حضرت اقدس (اماں جان) کو آپ کے خویش واقارب سے ملانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب بیمار ہو گئے۔ اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوایا جس میں یہ الفاظ تھے کہ "Reach Immediately" کہ فوری طور پر پہنچو۔ اب Immediate کا جو ترجمہ پیش کیا گیا وہ یہ تھا کہ بلاتوقف یہاں آ جاؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس لیا' نہ بستر لیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل بھجوا دیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔ جب آپ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپ کی انتظار ہی کر رہا تھا عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجئے۔ فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو یہیں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور ایک معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی۔ اور اس طرح سے آپ دہلی پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(حیات نور صفحہ 485-486)

ایک روایت ہے کہ آپ نے بھیرہ پہنچ کر ایک بہت بڑے پیمانے پر شفاخانہ کھولنے کا ارادہ فرمایا اور اس کے لئے ایک عالی شان مکان بنوانا شروع کیا۔ ابھی وہ مکان ناتمام ہی تھا کہ آپ کو کچھ سامان عمارت خریدنے کے لئے لاہور جانا پڑا۔ لاہور پہنچ کر جی چاہا کہ قادیان نزدیک ہے حضرت اقدس سے ملاقات بھی کرلیں۔ مگر چونکہ بھیرہ میں ایک بڑے پیمانہ پر تعمیر کا کام جاری تھا اس لئے بٹالہ پہنچ کر فوری واپسی کی شرط پر کرائے کا یکہ لیا۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو قبل اس کے کہ آپ واپسی کی اجازت مانگتے حضور نے خود ہی دوران گفتگو میں فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ آپ نے عرض کیا ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے تو یکے والے سے کہہ دیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں ہے۔ کل پرسوں اجازت لیں گے۔ اگلے روز حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہوگی آپ اپنی ایک بیوی کو یہاں بلوالیں۔ آپ نے حسب الارشاد بیوی کو بلانے کے لئے خط لکھ دیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ ابھی میں شاید جلد نہ آسکوں اس لئے سردست عمارت کا کام بند کر دیا جائے۔ جب آپ کی بیوی آئیں تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہٰذا آپ اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے اور آپ اس کو ضرور بلالیں.........۔ پھر ایک موقع پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال تک نہ آوے مگر آپ فرماتے ہیں کہ: **"خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے"۔**

حضرت ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی (-) فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بھیرہ کے رئیس نے آپ کی خدمت میں چٹھی لکھی کہ میں بیمار ہوں اور آپ ہمارے خاندانی طبیب ہیں مہربانی فرما کر بھیرہ تشریف لاکر مجھے دیکھ جائیں۔ آپ نے اس رئیس کو لکھا کہ میں بھیرہ سے ہجرت کر چکا ہوں اور اب حضرت مرزا صاحب کی اجازت کے بغیر قادیان سے باہر کہیں نہیں جاتا۔ آپ کو اگر میری ضرورت ہے تو حضرت صاحب کی خدمت میں لکھو۔ چنانچہ اس رئیس نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔ حضور نے فرمایا: مولوی صاحب! آپ بھیرہ جا کر اس رئیس کو دیکھ آئیں۔ جب آپ بھیرہ پہنچے تو اس رئیس کا مکان بھیرہ کے اردگرد جو گول سڑک ہے اس پر تھا۔ آپ نے دیکھا اور نسخہ تجویز فرما کر فوراً واپس تشریف لے آئے۔ یعنی بھیرہ کے باہر باہر ہی اس مریض کا گھر تھا جس کو آپ نے دیکھنا تھا۔ **وہاں سے آپ چھوڑ کر بھیرہ میں داخل ہی نہیں ہوئے' نہ اپنے زیر تعمیر مکان کی طرف دیکھا' نہ عزیزوں سے ملاقات کی' نہ دوستوں سے ملے بلکہ جس غرض کے لئے حضرت اقدس نے آپ کو بھیجا تھا جب وہ غرض پوری ہوگئی تو فوراً واپس تشریف لے آئے۔**

(حیات نور صفحہ 185 تا 187)

ایک روایت حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی ہے۔ "ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے ازراہ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا حضرت مرزا صاحب سے اجازت حاصل کرو۔ اس نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضور (-) نے اجازت دی۔ بعد نماز عصر جب حضرت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی بہت اچھا۔ بٹالہ پہنچے مریضہ کو دیکھا۔ واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت! راستے میں چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے۔ پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے۔ کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑے گا۔ مگر آپ نے فرمایا خواہ کچھ ہو۔ سواری کا انتظام بھی ہو یا نہ ہو میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے مگر بارش کی وجہ سے راستہ میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت (بیت) مبارک میں حاضر ہو گئے۔ حضرت اقدس نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے"۔ قبل اس کے کہ کوئی اور جواب دیتا آپ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی "حضور! میں واپس آگیا تھا"۔ یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی' اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں۔ اور میں سخت تکلیف اٹھا کر واپس پہنچا ہوں۔ بہرحال اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور حضرت مسیح موعود (-) کے ارشاد کی

پیروی میں واپس قادیان آگئے-

(حیات نور صفحہ 190-191)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول (-) کی انکساری کس درجہ کی تھی- اس کے متعلق حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت اقدس مسیح موعود (-) کے عہد سعادت میں ایک دفعہ بعض مخالفین نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب (دین حق) کی ترقی اور (دعوت الی اللہ) کی وسعت کے متعلق تو بہت بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ نے کچھ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنی جماعت کی شیرازہ بندی کرلی- اگر (غیروں) کو (دین) میں داخل کرنے کا کام کرتے تو آپ کی سچائی کے متعلق غور کیا جا سکتا تھا- جب اس جہت سے کوئی کام نظر نہیں آتا تو بلا ثبوت دعاوی پر کون ایمان لا سکتا ہے- حضرت اقدس (-) نے اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب (-) کو ارشاد فرمایا کہ ایک فہرست ان غیر (احمدیوں) کی بھی تیار کی جائے جو ہمارے ہاتھ پر مشرف بہ (احمدیت) ہوئے ہیں-

چنانچہ حسب الارشاد حضرت مولانا نورالدین صاحب (-) نے ایک فہرست تیار کی' اب یہ ہے پڑھنے کا خاص مقام' جس میں کچھ اس قسم کے کوائف درج فرمائے:- موجودہ (-) نام' سابقہ نام' ولدیت' قوم' سابقہ سکونت وغیرہ-

جب آپ نے یہ فہرست تیار کی تو سرفہرست اپنا نام درج فرمایا- جو (غیروں) سے (احمدی) ہوئے ہیں ان میں سب سے پہلے اپنا نام لکھا:-

موجودہ نام: نورالدین سابقہ نام: نورالدین ولدیت: مولوی غلام رسول قوم: قریشی سابقہ سکونت: بھیرہ ضلع شاہ پور وغیرہ

آپ کے نام کا پہلے نمبر پر اندراج دیکھ کر بعض احباب نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود (-) نے تو نو (احمدیوں) کی فہرست تیار کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اور آپ نے سرفہرست اپنا نام درج کر دیا ہے- حضرت مولوی صاحب نے بڑے جوش سے فرمایا کہ مجھے حقیقی اور اصل (دین) کا شرف تو حضرت اقدس (-) کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا ہے اس لئے میں نے اپنا نام بھی اس فہرست میں درج کر دیا ہے''

(حیات نور صفحہ 303 تا 304)

اپنی خلافت کے بارہ میں بہت مستحکم یقین تھا اور اس کے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں- پہلے بعض خطبوں میں بیان بھی کر چکا ہوں-- جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے مخالفین خلافت کو زیر کر دیا اور جب ان کی شرارتوں کا علم ہوتا رہا تو بعض دفعہ آپ نے (بیت الذکر) میں کھڑے ہو کر ایسی زوردار تقریر کی کہ اس کے نتیجہ میں ان منافقین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور ایک راوی نے روایت کی ہے کہ ایسی چیخم چہاڑ پڑی' اتنے زور شور سے وہ لوگ روتے تھے کہ لگتا تھا کہ چھت پھٹ جائے گی- اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا کہ تم اس وقت میرے عہد بیعت سے نکل چکے ہو- اب جو چاہے دوبارہ عہد بیعت کرے- چنانچہ پھر اس (بیت الذکر) میں خاص موقعہ کی بیعت لی گئی جس میں دوسرے جو بھی (-) پہلے سے بیعت میں داخل تھے وہ بھی شامل ہوئے- مگر وہ ایک خاص منظر تھا جو خلافت کی حفاظت کے تعلق میں وہاں لوگوں نے دیکھا- مولوی محمد علی صاحب' مولوی صدرالدین صاحب وغیرہ وغیرہ بہت سے لوگ جو بعد میں غیر مبایع ہو گئے وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور دراصل وہی مخاطب تھے- فرماتے ہیں:

''خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا- اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا''-

(حیات نور صفحہ 390)

(الفضل انٹرنیشنل لندن 20 اپریل 2001ء)

بقیہ صفحہ 1

فرمائیں کہ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائیں اور میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں- درخواست میں نام- ولدیت- تاریخ پیدائش- عمر اور مکمل پتہ درج کریں-

امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں- روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں- دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں-

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

الیکٹرونکس اشیاء برائے فوری فروخت
6 عدد فریزرز- آئس کریم بنانے والی مشینز 4 عدد مائیکرو ویو اوون' فرائز' جوسر بلینڈر' نیز بہترین قسم کے کاؤنٹرز برائے فوری فروخت دستیاب ہیں-
برائے رابطہ: مشہود احمد ھبہ فاسٹ فوڈ ریلوے روڈ ربوہ فون 211638

صحت مند بچے سب کو اچھے لگتے ہیں اپنے بچوں کو
ننھا بے بی ٹانک
استعمال کرائیں- بچوں کو صحت مند بنائیں-
قیمت فی شیشی -/20 روپے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون نمبر 212434 فیکس 213966

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں- ریڈی میڈ زیورات بھی دستیاب ہیں ہم واپسی پر کاٹ نہیں لیتے-
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 212837 رہائش 214321

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی- محمد اشرف بلال
زیر نگرانی- پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان
اوقات کار- صبح 9 بجے تا شام 4 بجے
وقفہ 12 بجے تا 1 بجے دوپہر- ناغہ بروز اتوار
86- علامہ اقبال روڈ- گڑھی شاہو- لاہور

کوٹھی برائے فوری فروخت
تین بیڈروم بمعہ ملحقہ باتھ نیچے- ایک بیڈ بمعہ باتھ اوپر- کچن اوپر نیچے بہت بڑا ڈرائنگ روم ڈائننگ روم ٹی وی لاؤنج اور سٹنگ روم- کار پورچ صحن' لان سٹور اور سٹڈی' برقبہ ایک کنال قیمت انتہائی کم- 15/12 دارالیمن ربوہ
ڈاکٹر فہمیدہ و ملک منیر احمد فون 212426

ایم اے انگلش پارٹ ون کی کلاسز کا اجراء
نیشنل کالج ربوہ میں ایم اے انگلش پارٹ ون کلاسز کا اجراء انشاء اللہ یکم جون 2001ء سے ہو رہا ہے-
نیشنل کالج ربوہ
23- شکور پارک ربوہ
فون نمبر 212034

معیاری اور کوالٹی سکرین پرنٹنگ اور ڈیزائننگ
خان نیم پلیٹس
نیم پلیٹس کلاک ڈائلز سٹکرز شیلڈز
ٹاؤن شپ لاہور فون: 5150862 فیکس: 5123862
ای میل knp_pk@yahoo.com

البشیرز- اب اور بھی سٹائلش ڈیزائننگ کے ساتھ
پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز
فون 04942-423173 ربوہ 04524-214510 شوروم

MASTERPIECES OF ISLAMIC ART
Selected Holy Quranic Verses in Beautiful Designs
Available in the shape of Metallic Mounts
MULTICOLOUR (PVT) LIMITED
129-C, Rehmanpura, Lahore. Ph: 759 0106, Fax: 759 4111, Email: qaddan@brain.net.pk

عمر اسٹیٹ ایجنسی لاہور
جائیداد کی خرید و فروخت کا مرکز
9 ہمزہ بلاک مین روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
پروپرائٹر: چوہدری اکبر علی
فون آفس 5418406-448406

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل-61